رُوس میں مسلمانوں کا مستقبل | مؤلف: الیگزینڈر بینگسن، میری براکس اپ۔
اُردو ترجمہ: فیض احمد شہابی، رکن ادارہ معارفِ اسلامی، منصورہ، لاہور۔
تقسیم کنندہ: المنار بک سنٹر، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور ۱۵۔ سفید کاغذ، صاف طباعت، دبیز رنگین سرورق۔ صفحات: ۱۶۹ — قیمت: ۲۷/- روپے

پچھلی مرتبہ ہم نے "میں نے رُوس میں کیا دیکھا" پر اظہارِ خیال کیا تھا۔ اب یہ دوسری کتاب سامنے ہے۔ موضوع کے لحاظ سے دونوں کو اکٹھے پڑھنا چاہیے۔ اس میں تین باتیں سامنے آتی ہیں۔

۱۔ مذہب (خصوصاً اسلام) کو دبانے اور کچلنے کے لیے پروپیگنڈے، تعلیم، ابلاغ کے ذرائع سے کام لینے کے علاوہ پہلے لوگوں کو فوجی یلغاروں سے بھونا گیا، اُن کو آپس میں لڑایا گیا، ان کو فریب دہی سے ختم کیا گیا، فرداً فرداً پکڑ کر پھانسیاں دی گئیں، معاشی بدحالی میں مبتلا کیا گیا، جیلوں میں بند کیا گیا، بڑی بڑی تعدادوں کو علاقہ بدر کر کے دُور دراز بھیجا گیا، تمام مسجدیں، مزار اور دیگر آثار مٹا دیئے گئے، قرآن تک کا کسی کے پاس ہونا، اذان دینا، سامنے نماز پڑھنا، دوسروں کو اسلام کی دعوت دینا، یا معمولی درجے کی اسلامی روایات کو قائم کرنا جرم ٹھہرا، تمام اسکولوں میں الحاد اور مخالفتِ مذہب کی تعلیم لازمی ٹھہری، لڑکوں اور لڑکیوں کی عادات کو بگاڑنے کی تدبیریں عمل میں لائی گئیں۔

۲۔ بایں ہمہ اسلام کی گہری جڑیں پھر بھی موجود ہیں۔ اور کبھی یہاں اور کبھی وہاں پھوٹ آتی ہیں۔ خصوصاً افغانستان میں جنگ چھیڑنے کے بعد حکومت رُوس نے محسوس کیا کہ مسلمان علاقوں میں اسلامیت کا اُبھار نمایاں ہے، خواہ وہ ادنیٰ شکلوں میں ہو۔ علاوہ ازیں کمیونسٹ تنظیموں اور سرکاری اداروں میں مسلمان اہم جگہوں تک پہنچ چکے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ کئی کمیونسٹ قائدین بھی مذہبی جنون میں مبتلا ہیں۔

۳۔ اِن حالات کی وجہ سے نئی حکومت کے تحت گورباچوف نے "واہیات مذہبی جنون" کو کچل دینے کا حکم دیا۔ مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ حضرت ناصح کی ایک نہ چلی۔ حالات یہ ہیں کہ ایک مسلم اکثریتی علاقے کا روسی پروفیسر حکومت کو درخواست دیتا ہے کہ مجھے یہاں سے